انٹرویو نگار مجلہ الامۃ قطر
عربی سے اردو
مولوی محمد حنیف ملّی ۔ نقیب انڈیا

ایک غیر مسلم کی حقیقت افروز شہادت

مسٹر مائیکل میکنال ایک انگریز اہل قلم عربی ادبیات کے ممتاز اسکالر، سنجیدہ اور غیر متعصب فکر کے مبصر، اسلامی علوم کے شناور اور اپنے علمی کمالات کے ایک منفرد عالم اور متعدد زبانوں پر بیک وقت عبور رکھنے والے آدمی ہیں۔ انگلینڈ میں پیدا ہوئے ان کا آبائی وطن اسکاٹ لینڈ ہے۔ انہوں نے فارسی، عربی ادب میں ۱۹۶۱ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا۔ اور ادنبرہ یونیورسٹی سے تمام زبانوں کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ آج وہ جامع ازہر میں عربی اور فارسی کے کامیاب اور مقبول ترین پروفیسر ہیں ۱۹۶۴ء میں عربی کے اسکالر رہے۔ ان کی نگرانی میں بہت سے مسلم طلبہ نے مختلف سبجیکٹ میں پی ایچ ڈی بھی کیا ہے۔ ان میں " الادب فی العصر الامری، الروایۃ العربیۃ الحدیثۃ " وغیرہ عنوانات نمایاں ہیں۔ اگرچہ غیر مسلم ہیں لیکن فکر و خیال اور احساس و شعور میں اسلامی نقطہ نظر سے بہت قریب ہیں ہم ان صفحات پر قطر سے شائع ہونے والے سرکاری رسالہ " الامۃ " کے شکریہ کے ساتھ ان کا انٹرویو نقل کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ یہ انٹرویو غیر مسلم پاسبان کی طرف سے ایک دل افروز شہادت ہوگا۔ (بشکریہ نقیب)

آپ نے عربی زبان اور اسلامی علوم کو کیوں اختیار کیا؟

میں ایک زمانہ سے اجنبی زبانوں کو سیکھنے کا اہتمام کرتا رہا۔ میں نے روسی، المانی اور فرانسیسی زبان کے ساتھ فارسی بھی سیکھی چونکہ عربی دیگر زبانوں کے مقابلہ پر خصوصی امتیاز رکھتی ہے اس لئے میں نے اسے زبانوں پر ترجیح دی۔

کیا عربی زبان عصری تقاضوں اور وقت کی ضرورتوں کو پورا کر سکے گی ؟

ضرور! عربی زبان وقت کے تمام تقاضوں، عصری ضرورتوں کے ساتھ ہر دور کے چیلنج کو قبول کرنے کی اپنے اندر بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں منفرد الفاظ کا بڑا ذخیرہ ہے۔ اور ایک مصدر سے بے شمار شکلیں بنانے کا بے پناہ امکان ہے ترقی یافتہ دنیا جتنی آگے جائے عربی زبان اس کی ہر آواز پر لبیک کہے گی۔ اس کا دامن عجز اور تنگی سے محفوظ ہے۔

مصر اور لبنان میں فکر و نظر کے نبرد آزما اور بہت سے ماہرین لسانیات چاہتے ہیں کہ عربی کا لاطینی رسم الخط ہو جائے تو کیا یہ ممکن ہے ؟

لاطینی زبان میں کتابت سے عربی کی خصوصیات ختم ہو جائے گی۔ اس کی شیرینی، ہمہ گیری اور سلاست وروانی بھی باقی نہیں رہے گی۔ اور سب سے بڑا نقصان یہ ہو گا کہ مسلمان اپنے تہذیبی ورثہ اور روایات سے محروم ہو جائے گا۔ جیسے ترکی کا حشر ہمارے سامنے ہے۔ آج ترکی کا مسلمان اپنے بزرگوں اور آباؤ اجداد کے تہذیبی ورثہ کے سامنے سرگرداں کھڑا ہے۔ نہ اسلامی علوم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ لاطینی زبان ہونے کی وجہ سے اسلام کے بیش بہا عربی ذخیرہ کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلامی ورثہ پر تمام انسانوں کا حق ہے۔ جس میں کتر و بیونت نہیں۔

آپ نے بڑے پیمانہ پر قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ بتائیے کہ آج کا مسلمان اپنی عظمت رفتہ اور متاع گم شدہ دوبارہ حاصل کرنے کی طاقت اور استعداد رکھتا ہے ؟

ہاں اگر مسلمان قرآن کے پیغام کو سمجھ لیں اور اس کے تقاضے کو اپنی عملی زندگی کا نصب العین بنا لیں تو آج بھی اپنی کھوئی ہوئی عظمت پا سکتے ہیں اس لئے کہ قرآن ان تمام تعلیمات، احکام اور بنیادی مقاصد پر مشتمل ہے جس کی آج کو کامیاب زندگی جینے کے لئے ضرورت ہے۔

آپ کی نظر میں وہ خطوط کیا ہیں جس سے عربی زبان خوب پھولے پھلے اور اس کا دائرہ اثر وسیع تر ہو ؟

عربی کے خالص قدیم ادب سے جو میری دلچسپی ہے اس کی روشنی میں یہ ضروری ہے کہ جو علوم اسلامی آج بھی کتابوں کے اندر بکھرے ہوئے ہیں اور جو قلمی نسخے صندوقوں میں بند ہیں انہیں پہلی فرصت میں یکجا کر دیا جائے تاکہ آنے والی حوصلہ مند نسل کو تحقیقی ریسرچ اور بحث و تمحیص کا موقع مل سکے۔

مغربی تہذیب نے انسان کی مادی ضرورتوں پر تکیہ کر کے ان کے اندرونی احساس و شعور سے چشم پوشی برتی جس کے نتیجہ میں انسانی مفہوم اور انسانیت سے خالی انسان پیدا ہو رہے ہیں اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی تہذیب نے اہم اور ضروری چیزوں کو چھوڑ کر مادی امور کے لئے نقشے بنائے ہیں۔ اس لئے ایسے سنگین اور غیر اطمینان بخش حالات پیدا ہوئے ہیں جس کا سامنا پورے معاشرہ کو کرنا پڑ رہا ہے اور اس کا

ں یا وجود کوئی قلبی سکون نہیں ہے۔

ہمیں مغربی ملکوں میں اسلام کی طرف بڑھنے کا قابلِ ذکر رجحان نظر آرہا ہے آپ کی نظر میں اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟

اسلام کی طرف بڑھنے کے دو اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ مغربی معاشرہ نے بڑی حد تک مذہب کے مفہوم کو کھو دیا ہے۔ وہ آج نہ یہودیت پر قائم ہے اور نہ نصرانیت پر۔ حالاں کہ مذہب اور عقیدہ سے چمٹے رہنا انسان کی فطرت ہے وسرے یہ کہ اسلام ایک آسان دین ہے اور فطری تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اسی لئے دوسرے مذاہب کے مقابل مغربی قومیں بڑی تیزی سے اسلام کی طرف پیش رفت کر رہی ہیں۔

مستشرقین کی نئی نسل میں ہمیں بڑا فرق محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ عربی کے ساتھ جو قرآن کی زبان ہے وجودہ نسل کا شغف فزوں تر ہے جب کہ قدیم مستشرقین کو اتنا نہیں تھا۔ کیا ہمارا یہ خیال آپ کی نظر میں صحیح ہے ؟

آپ بالکل صحیح تجزیہ فرما رہے ہیں اگلی نسل کے پاس غور و خوض کے لئے صحیح اور نت نئے وسائل نہیں تھے لہ عربی زبان کی اہمیت اور خود عربی سے بے خبری نے انہیں بڑی زبردست غلطی میں چھوڑے رکھا۔ اس کے بکس نئی نسل سمجھ دار اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ہے جو عربی زبان کے مراجع اور مصادر تک کو سیکھنے کے لئے خوب توجہ ہے۔ اس لئے ان کا حال پیش رو مستشرقین سے مختلف اور بدرجہا اچھا ہے۔

پچھلی صدیوں کے مستشرقین کی تحریروں کا موازنہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے یہاں اسلام دشمن اور سلام کو نشانہ بنانے کی وبا عام تھی۔ جو آج نہیں ہے۔ کیا آپ کی نظر میں سیاسی مصلحت اور پیٹرو ڈالر اس کی جہ سے مستشرقین کے غور و فکر کے پیمانے ہی بدل گئے ہیں ؟

اس ذہنی اور فکری تبدیلی کے دونوں اسباب ہیں جہاں انہیں پیٹرول اور سیاسی مفادات نے نرم انداز میں غور رنے پر مجبور کیا وہیں وہ جان چکے ہیں کہ اسلام پیامِ امن ہے۔ اس کی تعلیمات ابدی ہیں اور انہیں یہ یقین ہے کہ اسلام وراس کی تعلیم نہ صرف مسلمانوں بلکہ ساری انسانیت کے لیے خدا کی طرف سے رشد و ہدایت کا سامان ہے۔

بعض مستشرقین سمجھتے ہیں کہ حدیث محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دو سو سال بعد جمع کی گئی ہے س لئے وہ صحیح نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ حدیث حضورؐ کے دو سو سال بعد جمع ہوئی ہے اس لئے صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی معقولیت ہیں ہے جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ کج فکر اور کجرو ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کا صحیفہ صادقہ، حضرت علی اور حضرت جابر کے صحیفے۔ ہمام بن منبہ جسے ڈاکٹر حمید اللہ پیرس نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے س دعویٰ کی روشن دلیل ہیں کہ حدیث عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو چکی ہیں۔

گولڈ تھسیر اور اس کے شاگرد شاخت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

میں چونکہ فقہ کی باریکیوں سے ناواقف ہوں اس لئے اس کا جواب دینا مشکل ہے۔

چونکہ اکثر مستشرقین یا تو فوجی ہیں یا پھر محکمہ سراغرسانی سے ان کا تعلق رہا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں حدیث اور علوم اسلامیہ کے لئے جو مرکز قائم کئے ہیں یا اس میں ان کی کوئی سیاسی غرض ہوگی یا پھر خارجہ پالیسی اس میں بڑی حد تک رعایت ہوگی۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

یہ صحیح ہے کہ مستشرقین کا پہلا ہیچ (گروہ) انہی مقاصد کو پیش نظر رکھتا تھا۔ لیکن آج ان میں غیر معمولی تبدیلی آ گ علماء مسلم زعماء نے راویوں اور شخصیات کو پرکھنے کے بعد جو اصول جرح و تعدیل مرتب کیا ہے۔ مستشرقین ا اختیار کرنے پر مجبور ہیں انہوں نے کوئی نئی راہ کیوں نہیں اختیار کی۔ کیا آپ کی نظر میں وہ ان اصولوں کو واقعی تسلیم

فن اسماء الرجال مسلمانوں کا انفرادی امتیاز ہے جس کی نظیر روئے زمین پر کہیں اور کسی دور میں نہیں ملا اور یہ صحیح ہے کہ بار امانت کا یہ انتہائی لطیف اور نازک احساس ہے جس نے انہیں جرح و تعدیل کے ان اصولو کو اپنانے پر آمادہ کیا ہے۔

علوم حدیث پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت کی صحیح اور علمی انداز سے تلاش کرنے کی بنا مسلمانوں نے رکھی ہے ؟

جہاں تک میرا خیال ہے کہ اس فن میں مسلم علماء نے نہیں بلکہ یونانی اور افریقی علماء نے پہل کی ہے۔ جیسا کہ ان ک کوششوں سے اندازہ ہوتا ہے۔ البتہ جرح و تعدیل کے ذریعہ انہوں نے اسماء الرجال کا جو فن ایجاد کیا ہے بلاشرکت غیرے اس کا سہرا صرف مسلمانوں کے سر ہے۔ ہاں آپ کے اس خیال سے میں متفق ہوں کہ غور و فکر کے نت نئے اور مشکل ترین فن کی دریافت مسلمانوں کا حصہ ہے۔

آپ کی نظر میں مشرق و مغرب کے علماء کی تحقیق و ریسرچ اور غور و خوض میں بنیادی فرق کیا ہے ؟

اس سوال کا جواب دینا بھی مشکل ہے ہاں عمومی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مغربی علماء نے مادی اور محسوس طریقہ کو اپنے نظریات کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ جب کہ مسلم علماء نے اسلامی آئین کی روشنی میں مقدمات ا نتائج سے کام لیتے ہوئے ہر دعویٰ کی دلیل پیش کی ہے۔ مسلم علماء بڑی حد تک مادی دلائل سے بے نیاز ہیں۔

یہ بتائیے کہ کالج کے طلبہ فکر و نظر کی آزادی میں مستشرقین کے ساتھ ہیں یا ان کے نظریات کے مخالف ہیں ؟

وہ بالکل آزاد ہیں اگر ان کے پاس دلیل ہے تو جو چاہیں گے کہیں گے۔ اور جس پر تنقید چاہیں گے کریں گے۔ وہ کسی کے پابند نہیں ہیں۔

برطانیہ کے میوزیم میں عربی اسلامی مخطوطات کی اتنی بڑی تعداد کی کیا منشا ہے اور ان کتابوں سے مغربی تہذیب

کوئی فائدہ پہنچے گا؟

ان مخطوطات سے فکرِ اسلامی کی کامیابی اس کی گہرائی اور پختگی کے ساتھ اس کی بے نیازی کا بھی پتہ چلتا ہے اور یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ فکرِ اسلامی ہی فکرِ انسانی ہے۔ علاوہ ازیں ان مخطوطات نے زندگی کے فکری، علمی، معاشرتی ماحول میں مغربی تہذیب کو بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ اور آج بھی مغرب کے اسکالر ہر موضوع پر کام کرنے کے لئے ان مخطوطات کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

آپ کی اس رائے سے کتنے ہوں گے جنہیں اتفاق ہوگا؟

اتفاق کرنے والے تو کچھ ہی ہوں گے لیکن یہ واقعہ ہے کہ اکثر ریسرچ کرنے والے ان مخطوطات سے عملاً فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

افغانستان کے ساتھ روسی جنگ اور یلغار کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

یہ سوال تو خارج از بحث ہے تاہم افغانستان پر روسی حملہ قومی آزادی پر زبردست ظلم ہے۔ اور ان کی زمین پر ناجائز قبضہ ہے جس کی ہم مذمت کرتے ہیں افغانی عوام ہی اپنی زمین کے صحیح مالک ہیں۔ افغانستان کے املاک اور قدرتی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے افغانیوں کو آزاد چھوڑ دینا چاہئے۔

آپ کے فکر و نظر اور اندازِ خیال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بھی یہودیوں کے موجودہ موقف اور فلسطینیوں کے ساتھ ان کا جو رویہ ہے اس کے سخت مخالف ہیں۔ آپ نے گذشتہ سال یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں قضیہ فلسطین سے متعلق جو لیکچر دیا ہے۔ اور فلسطینیوں کی حمایت میں جن تاثرات کا بڑی جرأت سے اظہار کیا ہے۔ ہم اس پر آپ کے شکر گزار ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ اس وقت اپنے قابل قدر کچھ اور مفید تاثرات کا اظہار فرمائیں گے۔

میں پھر یہ حقیقت دہرا رہا ہوں کہ فلسطینی ہی اپنے وطن میں رہنے کے مستحق ہیں جس طرح وہ ۴۸ء میں رہتے تھے آج بھی انہیں رہنے دینا چاہئے۔ یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ان کے وطن میں کوئی سامراج وطن بن کر رہے یہ ظلم چاہے انسان برداشت کرے قدرت کبھی برداشت نہیں کرے گی۔

مؤتمر المصنفین کی پیشکش
دعوتِ حق (جلد اول)
مؤتمر المصنفین ـ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
اسلام اور عصرِ حاضر
مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو
کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو
ہو رسول اللہؐ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

TELEGRAMS : PAKTOBAC AKORA KHATTAK   TELEPHONES NOWSHERA 498 & 539

PAKISTAN TOBACCO COMPANY. LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)